Hazara Islamicus, Vol.:10, Issue: 01,Jan-June 2021
PP:57-80

OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

آزادی اظہار رائے کے متعلق بین الاقوامی قوانین و دستاویزات: توہین رسالت کے تناظر میں تحقیقی و تنقیدی جائزہ

International standards of freedom of expression: A critical analysis in the context of blasphemy

Amina Kainat
Research Scholar, SZIC, University of Karachi

Dr. M. Mehrban Barvi
Lecturer, SZIC, University of Karachi

Abstract

In today's globalized era everything become very fast and advanced and through information technology it is very easy to criticize someone without realizing the fact that it may hurts someone's emotions or religious thoughts and values.it is true that every person has a right that he or she can follow and persue any religion and any sect and also the last prophet hazrat Muhammad (p.b.u.h) who was the messenger of equality and peace he tought through his divine guidance that there is no compulsion on someone to choose to follow any religion. But keeping in mind that no one have any right to wound religious emotion of anyone. Islam thought in Quran that don't discriminate between any of the prophets and don't say bad things to any other prophet or religion.but nowadays it is coming to see that people specially in west are easily defaming hazrat Muhammad (P.B.U.H) through different ways sometimes In the form of cartoons and sometimes through blasphemy, every time muslims countries start protesting against them and muslims make some demands such as to ban their products or to exile their ambassador, and the specific country give clearer answer that everyone has freedom of speech and expression and no one can be stopped from expressing their opinions as it is their basuc right. So in this article, we would explore some very famous and internationally applied documents regarding freedom of speech.we will have a look of such documents.after taking an analysis of those documents it is concluded that although these documents have told that everyone can express their opinions but without hurting someone and also they added a word of religion I those documents but it is realized that did not consider religion as a major factor while making documents. And they could not be able to define the word religion. we will also present cairo declaration of human rights which was presented as the result of UN declarations of human rights. It is purely

based on Islamic point of view. And after that we compared both documents and we concluded that cairo declaration of human rights is much better for establishing a peaceful society. On the other hand UN and other major declarations and charters have no ability to make peace in a society.

***Key Words**: freedom of expression, blasphemy, international documents, cairo declaration, religion, equality ,peace.*

تعارف: Introduction

بین الاقوامی سطح پر آزادی اظہار رائے کے لبادہ میں گزشتہ چند دہائیوں سے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جارہا ہے، لیکن کیا عالمی دستاویزات اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ ہم پُر امن معاشرے میں کشیدگی پھیلا کر لوگوں کو باہر نکلنے پر مجبور کر دیں؟ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم ان بین الاقوامی دستاویزات کا جائزہ لیں جو مغربی طاقتوں کی طرف سے ہمیشہ پیش کی جاتی ہیں، نیز ہم ان امور پر بھی نظر ڈالیں گے جو اس اشتعال انگیزی کا باعث بنتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اخلاقی حدود کو متعین کرنے بھی سعی کریں گے، اس موضوع کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعض مسلمان مفکرین ان قوانین و دستاویزات سے عدم علمی کی بناپر اس اشتعال انگیزی کو ان کا ذاتی معاملہ سمجھتے ہیں جبکہ کثیر مغربی ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ ہتک آمیز رویہ روا رکھا جاتا ہے، ان کے بین الاقوامی ہوائی اڈوں پر مسلمان ممالک سے آنے والے مسافرین کو الگ لائنوں میں کھڑا کیا جاتا ہے، اسلام فوبیا اس قدر عروج پر ہے کہ فٹ پاتھ پر چلتے مسلمان راہ گیروں کو بھاری گاڑیوں سے روند دیا جاتا ہے۔ عالمی طاقتوں بشمول اقوام متحدہ کی طرف سے مجرمانہ خاموشی قابل افسوس اور بے حسی کی واضح علامت ہے۔ لہٰذا اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے چاہا کہ علمی اور تحقیقی بنیادوں پر اس حقیقت کو اجاگر کیا جائے تاکہ اسلامی منافرت کا سد باب ہو سکے۔

ہم اس مختصر تحقیقی مقالہ میں عالمی سطح پر بنائے گئے آزادی اظہار رائے کی دستاویزات اور اسلامی ممالک کی تنظیم کی طرف سے پیش کی گئیں دستاویزات کا تنقیدی جائزہ لیں گے اور ان کا تقابلی جائزہ لے کر کے ان میں سے بہتر طریق کا تعین کریں گے، اور آخر میں آزادی اظہار رائے کی حقیقت اس کے صحیح قیود و ضوابط سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ نیز ہم نے اس تحقیق سے درج ذیل چند سوالات کے جوابات جاننے اور اہم اہداف کے حصول کی کوشش کی ہے کہ آزادی اظہار رائے کے متعلق عالمی اقوام کوئی حدود اور دستاویزات رکھتی ہیں؟ اور کیا ان قوانین اور آراء کی رو سے توہین مذہب اور گستاخی رسول ﷺ جائز اور ناقابل مواخذہ ہے؟ نیز اس بارے میں قرآنی رائے کیا ہے؟؟ عقلی اور منطقی طور پر کونسی دستاویز قابل عمل ہے؟ اور آزادی اظہار رائے کو مقید و محدود کرنے کی ضرورت ہے یا مطلق العنان چھوڑ دیا جائے۔

آزادی اظہار رائے کی تعریف:

بعض اصطلاحات ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی مخصوص تعریف ہوتی ہے لیکن بعض اصطلاحات ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی مخصوص تعریف نہیں کی جا سکتی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تعریفات مختلف علاقوں میں مختلف خطوں میں، اور مختلف لوگوں کے احوال اور نظریات کے اختلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہیں۔ اور رائے کا اختلاف احوال کے اختلاف کی بنا پر ہوتا ہے۔

آزادی اظہار رائے کی تعریف خطوں اور لوگوں کے نظریات وافکار کے اختلاف کی بناء پر نہایت دقت طلب امر ہے، بناء

بر ایں ہم حقیقت اور اعتدال تک رسائی کی کوشش کرتے ہوئے چند قابل ذکر تعریفات پیش کرتے ہیں، جس کا ملخص درج ذیل ہے:

لیگل ڈکشنری میں دہیم لائڈ نے آزادی اظہار رائے کی تعریف یوں کی ہے:

آزادی اظہار رائے اس آزادی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ بغیر کسی قید کے اپنے خیالات کا اظہار کیا جاسکے خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری شکل میں کر یا کسی اور ذریعہ سے [1]

نیو ورلڈ انسائکلو پیڈیا کے مطابق:

آزادی اظہار رائے بولنے کی ایسی قابلیت کا نام ہے جو بغیر کسی احتسابی عمل اور حدود کے ہو اس کو freedom of expression بھی کہتے ہیں۔ یہ صرف زبانی اظہار کو نہیں کہتے بلکہ معلومات اور منصوبات، اشاعت، ابلاغ عامہ، اشتہار، فن، فلم اور انٹرنیٹ سمیت تمام روابط کے ذریعے کام کرنا بھی اس میں شامل ہے"[2].

کیتھولک انسائکلو پیڈیا کے مطابق:

"آزادی اظہار رائے اس شخصی حق کا نام ہے جس کے ذریعے سے انسان تھوڑے یا زیادہ لوگوں کے درمیان اپنے خیالات کو ظاہر کر سکتا ہے اور پہنچا سکتا ہے بغیر کسی انفرادی یا اجتماعی یا سماجی اختیار کاروں کو"۔[3]

ایک ممتاز عالم دین ڈاکٹر عبد الحلیم حسن الایلی کے مطابق:

"آزادی اظہار رائے کا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان کو اتنا آزاد بنانا کہ وہ اپنے خیالات بن سکے اور یہ کسی دوسرے پر منحصر نہیں ہے اور نا ہی اس بات پر منحصر ہے کہ اس کو ان خیالات کو ظاہر کرنے کی اور اعلان کرنے کی بھی آزادی ہو اسی طریقے پر جس طرح وہ سوچتا ہے"۔[4]

ایک مشہور مغربی مفکر ڈیوڈ ایچ بیلے (DAVID H. BAILY) کے مطابق:

"کسی انفرادی یا اجتماعی حیثیت میں اپنی آراء کی دوسروں کو آگاہی دینے کی قابلیت میں کسی قید کا نہ ہونا جو کہ ابتدائیہ ہو کسی شے کے سمجھنے کا جبکہ وہ دوسروں کو تنگ کرنے کے طریقے پر نہ ہو ان کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے اور اس میں کسی دوسرے کی عزت کے بنیادی حقوق پر چڑھائی یا حملہ نہ ہو"۔[5]

وکی پیڈیا میں آزادی گفتار کی تعریف یوں ہے کہ:

آزادئ گفتار سے مراد ہے کھلا بولنے کی آزادی، لیکن آزادئ گفتار مطلق نہیں ہوتی بلکہ اس کی حدود مختلف قوانین کی رو سے مقرر ہوتی ہیں۔[6]

سابقہ کام کا جائزہ: :literature review

چونکہ آزادی اظہار رائے ایک ایسا موضوع ہے جس پر بے شمار جرائد، رسائل اور آرٹیکل لکھ کر اس کی خدمت کی گئی ہے:

جناب ڈاکٹر ریاض احمد سعید اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں لکھتے ہیں کہ:

اس بارے میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ انسانی حقوق اور آزادیاں انسانیت کے لئے ضروری ہیں خصوصاً آزادی اظہار رائے کو انسانی روابط میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ لیکن اس بارے میں اسلامی اور مغربی آراء بہت مختلف ہیں حدود اور قیود کے تناظر میں، اسلام اس آزادی کا علم بردار ہے مگر حدود کے ساتھ، جبکہ مغرب کے ہاں یہ آزادی بے لگام ہے، اس کے علاوہ مزید یہ کہ قانونی پابندیاں مذہبی توہین کو روکنے میں قطعاً ناکافی ہیں کیونکہ آزادی اظہار رائے بلا حدود جبکہ قانونی پابندیاں یا تو جزوی ہیں یا غیر موجود ہیں اور باوجود ان قوانین کے نام نہاد نسلی امتیاز اور توہین رسالت ﷺ انتہائی خطرناک اور جان لیوا ہتھیار بن چکا ہے مغرب میں اقلیتوں کے لئے خاص طور پر مغربی مسلمانوں اور اسلام کے لئے، اور آپ ﷺ کی توہین ایک آسان دھندا اور موذی کوشش بن چکی ہے مغربی معاشرہ کی طرف سے اور وہ بھی آزادی اظہار رائے کی آڑ اور پردہ میں "۔(JITC,2016)

اسی موضوع پر علی محمد بھٹ (2014) رقم طراز ہیں کہ:

"اسلام نے آزادی اظہار رائے کو ایک ایسے تناظر میں بہت زیادہ اہمیت دی ہے کہ یہ معاشرہ کو بہت زیادہ تہذیب کے ساتھ گھیر کر پروان چڑھائے اور یہ ساری کوششیں صرف اور صرف اسلئے کی گئی ہیں کہ تا کہ ایک پر امن معاشرہ میں محبت اور برداشت کو پروان چڑھایا جا سکے، اسلام آزادی اظہار رائے پر کچھ حدود کا نفاذ کرتا ہے، جبکہ یہ مذہبی گستاخی اور معاشرتی بگاڑ کو چھوڑ رہا ہو، اسلامی قانون قرآن اور سنت پر مبنی ہے اور اسمیں آزادی اظہار رائے کو بھی حق حاصل ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ کچھ حدود کا بھی قائل ہے جب یہ سچائی دریافت کرنے میں رکاوٹ بن رہا ہو اور وہاں جہاں آزادی اظہار رائے اذیت دینے والی ہو۔"(JOMACS,2014,)

تصدق حسین، محمد اسلم پرویز اور شاہد منہاس (2019) اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں لکھتے ہیں کہ:

"آزادی اظہار رائے کا یہ مطلب نہیں کہ غلط کام کرنے والے کی توہین یا تذلیل کی جائے بلکہ اسلام کہتا ہے کہ ان کے ساتھ نرمی سے مجادلہ کیا جائے اور اسلام سختی سے رقیبوں اور مقابل کی تذلیل کرنے سے منع کرتا ہے اسلامی قاعدہ کے مطابق خدا کی، کتاب اللہ کی اور مقدس ہستیوں کی تذلیل یا برا بھلا کہنا گستاخی کہلاتی ہے اور یہ صرف اسلامی نہیں بلکہ دیگر آفاقی مذاہب کے لئے بھی ہے اور جب سلمان رشدی کو توہین مذہب کے کیس میں ملزم ٹھرایا گیا تو اس کو توہین کا اور فساد کا مرتکب نہیں ٹھرایا جا سکا، کیونکہ وہ اصول صرف عیسائیت کے خلاف جارحیت پر لاگو ہوتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک عالمگیر معاشرہ کے لئے اصول عالمی طرز کے ہونے چاہئیں کیونکہ صرف ایک قوم یا ایک نسل کے اصول بے پناہ مسائل کھڑے کر سکتے ہیں اور بیان کی گئی تمام حقیقتیں ثابت کرتی ہیں کہ یہ ایک ناقابل جواز بات ہے کہ توہین، گستاخی اور منافرت پر مبنی تقریر یا بیان کو رائے کا اظہار کہا جائے جس کو کھلم کھلا بیان کیا جا سکے بلکہ آراء کی شدت پسندی کی علامتی شکل ہے۔"(GRR,2019)

حارث بن عزیز (2020) اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں کہ:

"آزادی اظہار رائے ضروری ہے ایک کا نظریہ بیان کرنے اور سمجھنے کے لئے اس کی حدود اگرچہ وسیع ہیں مگر لا محدود نہیں، کچھ کہنے کا حق کچھ سننے کے حق کو بھی لازم کرتا ہے، اور اسلامی ممالک اور مغربی دونوں جانبوں کے ہاں اس صلاحیت کی کمی ہے کہ جس میں دوسروں کو سنا جاسکے، ہمیشہ ایک طرف کو اپنی بات بیان کرتے رہنا آزادی اظہار رائے کا مقام نہیں ہے اور مغرب اور اسلامی ممالک میں 9/11 کے بعد دراصل یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ایک ایسا ماحول جو اسلامی منافرت پر مبنی ہے وہ مغرب میں شدت کے ساتھ پروان چڑھ چکا ہے خاص طور پر یورپ میں جہاں اس کی جڑیں گہری ہو چکی ہیں، اسلام مسلمانوں اور مسلمانوں کے انبیاء کے بارے میں نظر اندازی نے اس مسئلہ کو مزید ہوا دی ہے، خاص کر یورپی میڈیا میں، آزادی اظہار رائے کی یہ شکل وقسم مغرب اور اسلامی کسی بھی معاشرہ کو سکون امن اور اتفاق فراہم نہیں کر سکتی اگر مغرب یہ سمجھ لے اور غور کر لے اس قسم کی آزادی کے نتائج پر تو ایک سمجھدار حل تک پہنچنا آسان ہو جائے گا۔" (JOES,2020)

اس تمام ادبی مواد کو پڑھ کر جو نتائج سامنے آتے ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ آزادی اظہار رائے کی دستاویز جو عالمی طور پر رائج ہیں ان کو صرف منافقانہ طور پر نہیں بلکہ کامل اور منصفانہ طور پر نافذ العمل کیا جائے اور اس کی خلاف ورزی کو قابل مواخذہ جرم سمجھا جائے، اور خاص طور پر اگر یہ خلاف ورزی مسلمانوں کی مذہبی شخصیات یا مقدس ہستیوں بلکہ دیگر سماوی ادیان کے انبیاء یا مقدس ہستیوں کے بارے میں ہو تو اس پر شدید گرفت کے رویہ کو روا رکھا جائے، اور مغرب کا یہ طرز عمل کہ دیگر ادیان یا دیگر دنیاوی شخصیات کے خلاف نفرت آمیز مواد پر تو فوری ایکشن لینا اور مسلمانوں کی بے حد محترم ہستیوں کی توہین پر خاموشی اختیار کرنا اور اسے آزادی اظہار رائے کے لبادہ میں اوڑھنا بے حد افسوسناک عمل ہے اور اس طرز عمل کے ہوتے ہوئے ایک پر امن معاشرہ کی بنیاد محض ایک خواب کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلوب تحقیق: research methodology

مذکورہ آرٹیکل میں "مطالعاتی تجزیہ" کا اسلوب اپنایا گیا ہے، جس میں مختلف آرٹیکلز، تحقیقی پرچہ جات اور مختلف کتب کا اور اس کے ساتھ مختلف تعریفات کے لئے ویب سائٹس کا بھی سہارا لیا گیا ہے ان کے تحقیقی مواد کا مطالعہ کیا گیا ہے اور ایک جامع آرٹیکل کی شکل میں ڈھالا گیا ہے اس میں مختلف تحقیقی آرٹیکلز، تحقیقی مقالات، مختلف مذاہب اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے مصنفین کی کتب، آن لائن ویب سائٹس، جرائد اور قرآن اور احادیث سے مدد لی گئی ہے، اور آخر میں ان سب کا تحقیقی تجزیہ کرکے ایک رائے پیش کی گئی ہے۔ لیکن اس آرٹیکل میں تمام ممالک میں رائج قوانین اور دستاویزات کو بیان نہیں کیا گیا بلکہ صرف عالمی طور پر رائج مشہور قوانین کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے جن میں اقوام متحدہ اور چند دیگر مغربی اور اس کے علاوہ اسلامی دستاویزات کو ذکر کیا گیا ہے جو عالم اسلام میں مشہور ہیں۔

آزادی اظہار رائے کے متعلق قرآنی موقف:

پچھلی بحث میں آزادی اظہار رائے کے متعلق جو تعریفات ذکر کی گئیں ان میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان میں آزادی اظہار کے متعلق اسلامی اور قرآنی موقف کی وضاحت نہیں کی گئی، لیکن در حقیقت بات یہ ہے کہ آزادی اظہار کے

متعلق اسلام اور قرآن کیا کہتا ہے یہ ایک مفصل اور تحقیق طلب کام ہے لہٰذا اس کے لئے مناسب یہی تھا کہ ایک الگ بحث قائم کی جاتی جس میں تفصیلاً قرآنی موقف کو بیان کیا جاتا۔

یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ آزادی اظہار رائے ایک اہم انسانی حق ہے اور دین اسلام بواسطہ قرآن انسانی حقوق کا سب سے بڑا علم بردار اور حامی ہے ۔

قرآنی موقف بیان کرنے کی ضرورت:

آزادی اظہار کے بارے میں قرآنی موقف بیان کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ عام طور پر ایک غلط گمان یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام اور قرآن آزادی اظہار کا حق نہیں دیتا اور وہ اس کے خلاف ہے اور اسلام کے بارے میں یہ غلط رائے قائم کرنے کی وجہ اسلام کے حقیقی پیغام سے دوری ہے اور اس کی تعلیمات کو کما حقہ نہ سمجھنا ہے[7]،اسلام ہی نے انسان کو عزت بخشی علم اور بولنا سکھا کر۔قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا

"اور اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے"(سورۃ بقرۃ)[8]

اور اسی وجہ سے اسلام انسانی حقوق کا سب سے بڑا حامی ہے۔

عبداللہ بن عبد المحسن الترکی کہتے ہیں کہ:

"بیشک اسلامی قوانین برائے انسانی حقوق سے صرف نظر اور ان کے بارے میں معلومات کی کمی کی وجہ سے باقی دنیا کی نظروں میں اسلام اور اسلامی طرز حکومت اور حکومت کی ساکھ مسخ ہو چکی ہے۔"[9]

ابو الاعلیٰ مودودی اپنی کتاب "اسلام میں انسانی حقوق" میں لکھتے ہیں کہ:

"جب ہم بات کرتے ہیں اسلام میں انسانی حقوق کی تو ہماری مراد اس سے وہ حقوق ہوتے ہیں جو اللہ کی طرف سے دئے گئے ہیں،وہ حقوق جو کسی بادشاہ یا قانون ساز آمبلیوں کی طرف سے دئے گئے ہوتے ہیں ان کی طرح نہیں ہوتے کہ جو کسی بھی وقت اتنی ہی آسانی کے ساتھ واپس لئے جاسکتے ہیں جتنی آسانی کے ساتھ وہ دئے گئے تھے،اور اسی وجہ سے کسی انفرادی شخص یا تنظیم کو اور نہ ہی کسی آئین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان حقوق کو چھین سکے جو حقوق اللہ کی طرف سے دئے گئے ہیں۔"[10]

انسانی حقوق کی تاکید کی ضرورت:

قرآن کریم نے انسانوں کو جو حقوق دئے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے انسان کے بارے میں فرمایا کہ:

وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِىۡۤ اٰدَمَ

(اور تحقیق ہم نے بنی آدم کی تکریم کی)۔سورۃ بنی اسرائیل۔[11]

اس آیت نے انسان کو ایک بہت ہی معظّم اور معزز مخلوق قرار دیا اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی تعظیم کی اس کے اندر روح پھونکی لہذا تمام انسان برابر ہوئے اور تمام انسانوں کو رنگ و نسل سے بے نیاز ہو کر یہ حقوق برابر ملیں گے۔خواہ وہ کسی بھی مذہب سے

ہوں، اور سربراہ اور حکومت وقت ذمہ دار ہے کہ وہ زمین پر امن قائم کرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ احکامات کے ذریعے جیسے کہ انصاف، اعتماد اور شوریٰ وغیرہ۔[12]

سب سے پہلے اسلامی ثقافت نے ان تمام احکامات کو جو کہ انسانی عزت سے تعلق رکھتے ہیں بیان کرنا شروع کیا آپ ﷺ کی زیر نگرانی، اور قرآن نے اس تبدیلی کو تمام انسانیت کے لئے اللہ کی طرف سے رہنمائی قرار دیا۔[13]

اس کے بعد مسلمانوں نے احکام شریعت مختص کئے زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق، جیسے کاروباری، دینی، دنیاوی، ثقافتی، قانونی اور سماجی وغیرہ۔ ان تمام چیزوں نے ملکر مسلمانوں کو ایک عظیم الشان تہذیب بنانے میں کردار ادا کیا اور اسلامی تہذیب صدیوں تک پھلتی پھولتی رہی۔[14] لیکن جب مسلمان ان رہنما اصولوں سے ہٹنا شروع ہوئے[15] تو پھر مسلمانوں کی حالت بگڑنا شروع ہوگئی یورپی قبضہ اور اس کے بعد قوم پرست شدت پسندوں کے دور کی دو صدیوں میں بیسویں صدی ہجری تک۔[16]

شیخ حامد انصاری کہتے ہیں:

حضرت عمرؓ کا دور خلافت آزادی اظہار رائے کا بہترین دور تھا ان کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ لوگوں کو مسجد نبوی بلاتے جب بھی کوئی اہم مسئلہ درپیش آتا، اس وقت ہر انسان کو مکمل آزادی ہوتی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتا خلیفہ کے سامنے، اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اسلامی حکومت میں شوریٰ کی کمیٹی کی روح تشکیل دی تھی۔[17]

عبد الجبار شاکر کہتے ہیں:

اسلام نے تمام ضروری اور بنیادی حقوق اور آزادیاں مسلمانوں کو عطا کردی ہیں بغیر کسی تاریخی جدوجہد کے بنسبت جدید مغرب کے۔[18]

اسلام میں آزادی اظہار رائے کا مفہوم اور اس کی وجوہات:

ایک بات جس کو بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ ازادی اظہار کی بذات خود کوئی اہمیت نہیں، ہاں اس کے اغراض اور مقاصد اس کو اچھا یا برا بناتے ہیں۔ اسلام میں آزادی اظہار کا سب سے بڑا مقصد سچائی کی تحقیق ہے[19]، اور بہت سی آیات اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ سورۃ جاثیۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

هَٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ

"یہ جو ہماری کتاب ہے وہ تم پر حق بولتی ہے بیشک ہم تم کو بتائیں گے کہ جو تم کرتے تھے"۔ (سورۃ جاثیۃ: پارہ: 25)[20]

اور احادیث میں بھی اس کی صراحت ملتی ہے۔ حدیث ہے کہ، "سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے"۔[21]

دوسری جگہ فرمایا:

"سچ بات کہو اگرچہ وہ تلخ ہو"۔[22]

لیکن یہ بات یاد رہے کہ آزادی اظہار اگرچہ سچ جاننے کے لئے ضروری ہے لیکن جب وہ نقصان دینا شروع کرے تب آزادی اظہار کو رکنا چاہئے۔ علی محمد بھٹ اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں کہ:

"اسلامی شرعی اصطلاح میں آزادی اظہار رائے اس وقت ممنوع ہے جبکہ اس کا نتیجہ سچائی کو نقصان پہنچانا ہو اور دیگر معاشروں

اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے کا ہو"۔ [23]

اسلام میں آزادی اظہار رائے کی جس طرح بہت سی وجوہات ہیں انہی میں سے ایک وجہ انسانیت کی عزت اور توقیر بھی ہے، یہ بات قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے فرمایا کہ:

{ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ }

(تحقیق البتہ ہم نے انسان کو حسین ترین صورت پر پیدا کیا)۔(سورۃ تین: پ:30) [24]

چونکہ انسان بہترین صورت پر پیدا کیا گیا ہے تو وہ بہترین اوصاف پر بھی پیدا کیا گیا ہے لہٰذا ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ دوسرے انسان کی ہر طرح سے توقیر کرے خواہ زبان کے ذریعہ سے ہو یا آزادی اظہار رائے کے ذریعہ سے ہو۔

اور آزادی اظہار رائے کا ایک اور مقصد لوگوں میں برابری کرنا ہے جو کسی بھی معاشرہ اور انفرادی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

آزادی اظہار رائے کا ایک اور مقصد بنیادی انسانی حقوق کی پاسداری ہے۔ جیساکہ سید مودودیؒ فرماتے ہیں:

اسلام آزادی اظہار کی اجازت دیتا ہے سوچ اور رائے کے حوالہ سے تمام شہریوں کو جو کہ اسلامی مملکت میں ہیں لیکن اس صورت میں جبکہ وہ اصلیت اور سچائی کے پھیلانے میں ہو اور جھوٹ اور کمینہ پن پھیلانے کے لئے نہ ہو۔ [25]

آزادی اظہار رائے کے متعلق بنائی گئیں عالمی دستاویزات :

آزادی اظہار رائے کے متعلق عالمی سطح پر بے شمار دستاویزات اور معاہدات ترتیب دیے گئے جن میں مختلف اوقات میں مختلف تقاضوں کے مطابق ترامیم کی گئیں ہیں ان میں سے چند معاہدات اور دستاویزات جن کو عالمی سطح پر مقبولیت حاصل ہے درج ذیل ہیں:

> "اپنے خیالات اور آراء کے کھلم کھلا رابطہ کی آزادی انسانی حقوق کا ایک بہت مقدس حق ہے اور ہر شہری کو بولنے، لکھنے اور چھاپنے کی آزادی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس آزادی کی پامالی کے لئے اس طور پر ذمہ دار ہو گا جیساکہ قانون میں بیان کیا گیا ہو گا"۔ [26]

1۔ اگر بات کی جائے عالمی سطح پر انسانی حقوق کی تو اس میں سب سے پہلے نام آتا ہے اقوام متحدہ کے معاہدہ کا جو کہ "عالمی معاہدہ برائے انسانی حقوق" (universal declaration of human rights) کے نام سے مشہور و معروف ہے اس میں بے شمار شقیں بیان کی گئیں ہیں اور وہ سب انسانی حقوق کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں، اور یہ معاہدہ ۱۹۴۸ میں پیش کیا گیا اور اس کی شق (دفعہ) نمبر "19" کا تعلق آزادی اظہار رائے سے ہے، اور اس کے مطابق:

> "ہر ایک کے پاس آراء اور نظریات کی آزادی کا حق ہے اور یہ حق آراء کو اپنی گرفت میں رکھنے کی آزادی پر مشتمل ہے بغیر کسی دخل اندازی کے، اور یہ مشتمل ہے ہر قسم کی سرحدوں سے بے پرواہ ہو کر معلومات اور آراء کے حاصل کرنے اور اسکو وصول کرنے اور اس کو پھیلانے پر، ذرائع ابلاغ کے کسی بھی واسطہ کے ذریعہ"۔ [27]

2۔ اس کے بعد ایک اور مشہور معاہدہ جس کو UDHR کے بعد کافی اہمیت حاصل ہے اور اس کو "یورپی معاہدہ برائے انسانی

حقوق "((EUROPEAN CONVENTION FOR THE PROTECTION OF HUMAN RIGHTS نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کے اندر بھی انسانی حقوق کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کر کے حقوق بیان کئے گئے ہیں اس کی شق (دفعہ) نمبر "10" کا تعلق آزادی اظہار رائے سے ہے۔اس کے مطابق:

"ہر ایک کے پاس تاثرات اور رائے کی آزادی کا حق ہے اور یہ حق مشتمل ہے آراء قائم کرنے کی آزادی پر اور معلومات اور نظریات کو وصول کرنے اور ظاہر کرنے پر، بغیر کسی عوامی حکومت کی دخل اندازی کے اور کسی بھی سرحد کی پرواہ کئے بغیر، لیکن یہ دفعہ حکومت کو نہیں روکتی اس بات سے کہ وہ نشر واشاعت کے اداروں، ٹیلی وژن یا سینما کاروں سے اجازت نامہ طلب کرے"۔[28]

☆لیکن یورپی معاہدہ برائے انسانی حقوق کے آرٹیکل نمبر "10" کے دوسرے پیراگراف نے آزادی اظہار رائے کو محدود کر دیا ہے یہ کہتے ہوئے کہ:

"یہ جو آزادی اظہار رائے کی مشق ہے یہ چونکہ اپنے ساتھ کچھ عمل اور ذمہ داریوں کا بھی تحمل کرتی ہے اسی وجہ سے یہ کچھ تکلفات کو اور کچھ حالات کو اور کچھ قیودات کو اور حدود کو شامل ہے جیسا کہ قانون میں مذکور ہے اور وہ قیود و حدود جو کہ ایک جمہوری معاشرہ میں قومی سلامتی کے مفاد میں، علاقائی سالمیت کے مفاد میں اور عوامی تحفظ کے مفاد میں ضروری ہیں"۔[29]

3۔امریکی معاہدہ برائے انسانی حقوق کی دستاویز:

آزادی اظہار رائے امریکی آئین کا بھی حصہ ہے۔امریکی آئین کی پہلی ترمیم کے مطابق:

"حکومت کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ آزادی اظہار رائے پر پابندیاں لگائے اس کے پیغامات، اس کی آراء یا اس کے مواد کی وجہ سے، ہماری ثقافت اور سیاست کو پروان چڑھانے اور ہر فرد کی ذاتی تکمیل کے لئے اور ہمارے لوگوں کو ضمانت ہے اپنی سوچ کو ظاہر کرنے کے حق کو استعمال کرنے کی حکومتی احتساب کی پرواہ کئے بغیر"۔[30]

4۔امریکی معاہدہ برائے انسانی حقوق (AMERICAN CONVENTION ON HUMAN RIGHTS) کے آرٹیکل نمبر "13" کے مطابق :

1۔ہر ایک انسان کو حق ہے خیالات اور تاثرات کی آزادی کا، یہ حق مشتمل ہے ہر قسم کی معلومات اور آراء کو حاصل کرنے کو اور نشر کرنے کو سرحدوں کی پرواہ کئے بغیر خواہ وہ زبانی ہو یا لکھنے میں ہو، اشاعت کے طور پر ہو، یا کسی بھی فن کی شکل میں ہو، یا خواہ بندے کی پسند کے کسی بھی ذریعہ سے ہو"۔

2۔یہ جو حق پچھلے پیراگراف میں دیا گیا ہے اس کا ارتکاب مطیع نہیں ہو گا کسی گذشتہ بیان کئے گئے احتسابی عمل کا بلکہ یہ مطیع ہو گا آئندہ بنائے جانے والے مواخذہ کے قانون کا جو کہ نافذ کیا جا سکتا ہے کسی بھی قانون کی طرف سے اس حد تک جو کہ ضروری ہے ان چیزوں کو

یقینی بنانے کے لئے :

☆دوسروں کے حقوق اور وقار کے تحفظ کو۔

☆قومی سلامتی، عوامی چین، اور عوامی صحت اور اخلاقیات کے تحفظ کو۔

3۔اس آزادی اظہار کے حق کو مقید نہیں کیا جاسکتا کسی بالواسطہ طریقہ یا ذریعہ سے جیسا کہ حکومتی یا نجی تسلط ہو اخبارات پر یا ریڈیو نشریات پر، یا کسی بھی ایسے آلہ پر جس کو استعمال کیا جاتا ہو معلومات کی نشرواشاعت کے لئے یا کسی بھی دوسرے ذریعہ سے جس میں آراء اور نظریات کے پھیلانے یا روابط کے راستہ کو روکنے کا شبہ ہو۔

4۔پیراگراف نمبر 2 پر عمل نہ کرتے ہوئے عوامی تفریحات کے پروگراموں کو قانون کے مواخذہ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کسی سابقہ پابندی کے ذریعہ بچوں اور نابالغوں کی اخلاقی تحفظ کے پاکیزہ مقصد تک آسان رسائی کے لئے ۔

5۔جنگ یا کسی بھی قومی، نسلی، یا مذہبی تعصب کی حمایت جو کہ اشتعال پیدا کردے غیر قانونی تشدد کی طرف یا اس سے ملتے جلتے کسی بھی عمل کی طرف کسی آدمی یا کسی گروہ کے خلاف خواہ وہ کسی بھی میدان میں ہو یعنی نسل پرستی، رنگ، مذہب، لسانی یا کسی بھی قومی بنیاد پر تو اس کو قانون کی طرف سے ناپسندیدہ شمار کر کے سزا کا مستحق سمجھا جائے گا۔[31]

5۔عالمی معاہدہ برائے شہری اور سیاسی حقوق(international covenant on civil and political rights) کے آرٹیکل نمبر "19" کے مطابق:

1۔ہر ایک کے پاس آراء رکھنے کی آزادی کا حق ہے بغیر کسی دخل اندازی کے۔

2۔ہر ایک کے پاس آزادی اظہار رائے کا حق ہے اور یہ حق مشتمل ہے ہر قسم کی آراء اور معلومات کو حاصل کرنے اور وصول کرنے اور اس کو نشر کرنے پر، ہر قسم کی سرحدوں کی پرواہ کئے بغیر خواہ وہ زبانی ہو یا لکھنے یا شائع کرنے میں ہو یا کسی بھی فن کی شکل میں ہو، یا خواہ اپنی پسند کے کسی بھی ذرائع ابلاغ سے ہو۔

3۔یہاں آزادی کے جو حقوق فراہم کئے گئے ہیں تو پیراگراف نمبر 3 نے ان کے لئے کچھ خصوصی ذمہ داریوں کا تعین کیا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ قیود لازم اور جاری ہوسکتے ہیں لیکن یہ صرف وہی قیود ہوں گی کہ جو قانون کی طرف سے عائد کی گئیں ہوں گی اور وہ جو ضروری ہوں گی ان چیزوں کے لئے :

☆دوسروں کی ساکھ اور حقوق کی تعظیم کے لئے۔

☆قومی سلامتی کے تحفظ یا عوامی دستور یا عوامی صحت اور اخلاقیات کے تحفظ کے لئے۔[32]

6۔افریقی عہد نامہ برائے انسانی اور عوامی حقوق(AFRICAN CHARTER ON HUMAN AND PEOPLE'S RIGHTS) نے بھی آزادی اظہار رائے کو بہت اہمیت دی ہے:

ACHPR کے آرٹیکل نمبر "9" کے سیکشن 1 اور 2 کے مطابق:

1۔ہر فرد کے پاس معلومات وصول کرنے کا حق ہے۔

2۔ ہر فرد کے پاس یہ حق ہے کہ وہ اپنے خیالات اور آراء کو ظاہر اور منتشر کر سکے قانون کی حد میں رہتے ہوئے۔[33]

7. ASEAN HUMAN RIGHTS DECLARATION:

23 اکتوبر 2009 میں پندرہویں ASEAN اجلاس کے دوران انسانی حقوق کے اس معاہدہ پر دستخط ہوئے۔اس کے آرٹیکل نمبر "23" نے آزادی اظہار رائے کا تحفظ کیا۔اس کے مطابق:

"ہر فرد کے پاس حق ہے تاثرات اور آرا ء کے اظہار کی آزادی کا اس میں خیالات رکھنے کی آزادی بھی شامل ہے بغیر کسی دخل اندازی کے اور اس میں معلومات کو وصول کرنے اور اس کو نشر کرنے کی بھی آزادی ہے خواہ وہ زبانی ہو، لکھنے میں ہو، یا خواہ اس شخص کی پسند کے کسی بھی دوسرے معیار کے ذریعہ سے ہو۔"[34]

آزادی اظہار رائے کے متعلق اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) کا موقف:

تمہید:

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کا معاہدہ چونکہ انسانی حقوق کی تاریخ میں ایک تاریخی موڑ تھا، اس معاہدہ کو شائع کیا گیا اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں جو کہ پیرس میں 10 دسمبر 1948 (جنرل اسمبلی قرارداد 217A) میں ہوا یہ ایک عالمی معیار کے طور پر پیش کیا گیا تمام ممالک اور ان کے لوگوں کے لئے اور اس کا ترجمہ 500 زبانوں میں کیا گیا۔[35]

جس طرح اقوام متحدہ کے اس معاہدہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے بین الاقوامی طور پر اسی طرح اسلامی ممالک میں "قاہرہ معاہدہ برائے انسانی حقوق (CAIRO DECLARATION OF HUMAN RIGHTS) کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔اس کو بیان کرنے سے پہلے ایک مختصر سا پس منظر واضح کرنا ضروری ہے۔

پس منظر:

اسلامی ممالک کی تنظیم ایک عالمی بین الحکومتی اسلامی سیاسی ادارہ ہے، جو کہ تمام مسلمان اکثریتی حکومتوں کی نمائندہ ہے انہوں نے قاہرہ معاہدہ برائے انسانی حقوق اختیار کیا قاہرہ میں منعقدہ ایک اجلاس میں۔

CDHR کا کام "انسانی حقوق کے معاملات کے ملکی نمائندوں کے لئے ایک رہنما کے طور پر خدمات انجام دینا ہے"۔

CDHR نے قرآنی تعلیمات کو اس طرح بیان کیا کہ:

"تمام انسان برابر ہیں بنیادی انسانی وقار اور عزت میں اور بنیادی فرائض اور ذمہ داریوں میں، بغیر کسی امتیاز کے خواہ وہ امتیاز نسلی ہو، رنگت کا ہو، لسانی ہو، اعتقادی ہو، یا جنسی ہو، یا سیاسی تعلقات کا ہو۔یا معاشرتی معیار کا ہو، یا دیگر شماریات کا ہو، حقیقی مذہب انسانی سالمیت کی راہ کے ساتھ ان عظمتوں کو بڑھانے کا ضامن ہوتا ہے"۔

اس کے علاوہ اس تنظیم نے اقوام متحدہ کے چارٹر اور UDHR کے ساتھ ان قراردادوں میں حوالہ جات بھی بنائے جو کہ مسلمان اقلیتوں کے حقوق سے تعلق رکھتی تھیں۔

ایک بہت قدیم قرارداد میں OIC نے ان ممالک سے مطالبہ کیا جو کہ مسلمان اقلیت رکھتے تھے کہ:

"کہ وہ ان اقلیتوں کا احترام کریں اور ان کی ثقافت اور اعتقادات کا احترام کریں اور یہ مطالبہ کیا کہ وہ ان کو انکے وہ حقوق دیں جو کہ اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق ہیں اور عالمی معاہدہ برائے انسانی حقوق کے متعلق ہیں ،اور اس کے ساتھ ہی 1990 میں اسلامی ممالک کی اس تنظیم نے اپنے "قاہرہ عہد نامہ برائے اسلام میں انسانی حقوق پر دستخط کئے۔[36]

قاہرہ عہد نامہ کی وجہ:

1948 میں جب UDHR کی نشر واشاعت کے بعد اسلامی دنیا میں انسانی حقوق کے متعلق سوالات نے توجہ مبذول کرنی شروع کر دی کچھ آزاد مسلمان ممالک جو کہ اس وقت وجود میں آچکے تھے اور اقوام متحدہ کے باقاعدہ ممبر بن چکے تھے۔ جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے UDHR کو نافذ کیا تو اس وقت دو مسلمان ممالک پاکستان (جو کہ اس وقت آزاد ہو چکا تھا) اور سعودی عرب نے اس معاملہ پر دو متضاد کام کئے۔ پاکستان نے اس معاہدہ پر دستخط کر دئے اور سعودی عرب نے اس پر دستخط سے انکار کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ اسلام پہلے ہی یہ حقوق وضع کر چکا ہے۔

پھر اس کے بعد کئی سال کے غور و تامّل کے بعد OIC نے ایک قرارداد تیار کی اسلام میں انسانی حقوق کے موضوع پر اور اپنے ستھرویں (17) وزراء خارجہ کانفرنس میں جو کہ عمان میں منعقد ہوئی اور انسویں (19) وزراء خارجہ کانفرنس میں جو کہ مصر کے دار الحکومت قاہرہ میں منعقد ہوئی 1990 میں اور اسی کانفرنس میں انہوں نے CDHR اختیار کر لی، ان دستاویزات میں یہ درج تھا کہ "بنیادی انسانی عزت اور ہر فرد کی عالمی آزادی اسلام میں ایک سالم حصہ ہے اسلامی مذہب کا اور کسی کے پاس کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس کو پامال کرے یا منسوخ کرے یا نظر انداز کرے۔"[37]

قاہرہ معاہدہ کے آرٹیکل نمبر "25" کے مطابق:

"اسلامی شریعہ ایک واحد ذریعہ ہے اس معاہدہ کے کسی بھی آرٹیکل کی وضاحت کا"۔

قاہرہ کے آرٹیکل نمبر "1" کے مطابق:

تمام انسان ایک ہی خاندان سے ہیں جن کے تمام ممبران متحد ہیں خدا کی طرف جمع ہونے کے اعتبار سے اور اولاد آدم ہونے کے اعتبار سے ،اور تمام انسان برابر ہیں بنیادی انسانی تعظیم اور بنیادی فرائض اور ذمہ داریوں کے اعتبار سے ،بغیر کسی نسلی، رنگی، لسانی، مذہبی عقائد، سیاسی الحاق، معاشرتی معیار، یا دیگر شماریات کے کسی بھی میدان میں"۔[38]

آزادی اظہار رائے کی دستاویزات کا تقابلی اور تنقیدی جائزہ اور اس کے ضمن میں احتیاط کی ضرورت:

آزادی اظہار رائے کی اسلامی اور عالمی دستاویزات کا تقابل:

اس بحث پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اسلامی آزادی اظہار رائے کا موقف جو کہ قاہرہ معاہدہ برائے انسانی حقوق کے آئین سے مستفاد ہے اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ حالانکہ اقوام متحدہ صرف غیر مسلم ممالک کی ہی نہیں بلکہ اسلامی ممالک کی بھی تنظیم ہے تو پھر ایسا کیا ہوا کہ اسلامی ممالک کو اپنا الگ موقف پیش کرنا پڑا؟

تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ جب اقوام متحدہ کا یہ مذکورہ معاہدہ پیش کیا گیا 1948 میں تو اس معاہدہ کو تیار کرتے وقت مذہب کو در خواعتناء ہی نہیں سمجھا گیا یعنی اس قابل نہیں سمجھا گیا کہ اس کی توہین یا اس کی بنا پر تذلیل کرنے والوں کو آئین کے خلاف جانا سمجھا جائے۔

تو پھر اس کے بعد قاہرہ معاہدہ سامنے آیا جو کہ خالص اسلامی بنیادوں پر بنایا گیا تھا اور اس میں صاف اور واضح طور پر یہ لکھا گیا تھا کہ اسلام میں بنیادی حقوق ایک اہم اور ضروری حصہ ہیں اور کسی بھی انسان کو اس کی خلاف ورزی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔[39]

یہی وجہ ہے کہ جب ان دونوں معاہدات کا جائزہ لیا گیا تو جو فرق نظر آیا وہ درج ذیل ہے:

☆ قاہرہ کے معاہدہ کی شق نمبر "25" کے مطابق:

"اسلامی شریعت واحد ذریعہ ہے اس معاہدہ کی کسی بھی شق کی وضاحت اور صفائی کا حوالہ دینے کے لئے۔"

جبکہ عالمی معاہدہ کے مطابق:

"آزادی اور انصاف اور امن کی واحد بنیاد انسانی وقار ہے"۔ اور انہوں نے یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ جیسا کی شق نمبر "1" کہتی ہے کہ:

"تمام انسان آزاد اور حقوق اور وقار میں برابر پیدا کئے گئے ہیں اور ان کو ضمیر دیا گیا ہے اور ان کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ کے طور پر برتاؤ کریں۔"

جبکہ قاہرہ معاہدہ نے وقار کو بنیادی وقار میں محدود کر دیا ہے یہ کہتے ہوئے:

"تمام انسان ایک خاندان بنائے گئے ہیں جنکے افراد متحد ہیں اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور توکل مانگنے میں اور آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے"۔

اور اس وجہ سے جو شق نمبر "25" اوپر گزر چکی ہے کہ "تمام انسان بنیادی عزت اور بنیادی فرائض اور ذمہ داریوں کے اعتبار سے برابر ہیں بغیر کسی امتیازی عمل کے"۔

عالمی معاہدہ کے آرٹیکل نمبر "19" کے مطابق:

"ہر ایک کے پاس اپنی آراء اور خیالات کے اظہار کا حق ہے اس میں بغیر کسی دخل اندازی کے آراء رکھنا داخل ہے اور ان آراء کو حاصل کرنا اور ان معلومات کو پھیلانا ذرائع ابلاغ کے کسی بھی ذریعہ سے بغیر کسی سرحد کے یہ بھی اس میں داخل ہے"۔

اس آرٹیکل میں مذہب کو بالکل بھی تحفظ نہیں دیا گیا اور اسی وجہ سے مغرب میں آئے روز توہین رسالت کے ارتکابات ہونا معمول کی بات ہے۔ اور اس کی تازہ مثال ڈنمارک میں گستاخانہ کارٹونوں کی اشاعت ہے۔

جبکہ قاہرہ کے آرٹیکل نمبر "22" کے مطابق:

"ہر ایک کے پاس اپنی آراء کے اظہار کی آزادی ہونی چاہئے کھل کر لیکن اس نہج پر کہ جو شریعت کے متضاد نہ ہو"۔[40]

اور اس معاملہ میں شریعت کا صاف اور واضح حکم ہے کہ:

"لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

(یعنی ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے)[41]

یعنی گویا کسی بھی رسول کو برا بھلا کہنا ہمارے لئے جائز نہیں ان کی بے حرمتی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاہرہ کے معاہدہ میں صرف اسلام کو نہیں بلکہ تمام مذاہب کو اہمیت دی گئی ہے اور ان کے احترام پر زور دیا گیا ہے۔

☆عالمی معاہدہ کے آرٹیکل نمبر "18" کے مطابق:

"ہر انسان کے پاس خیالات، احساسات اور مذہب کی آزادی کا حق ہے اور یہ حق مشتمل ہے اپنا مذہب اور عقیدہ تبدیل کرنے کی آزادی پر بھی، اور خواہ اکیلے ہو یا خواہ پوری برادری کے ساتھ ہو، خواہ اپنی ذات میں کرے یا عوام کے سامنے، اعلان کرنے کی آزادی حاصل ہے اپنے مذہب اور اپنے عقیدہ کی، اپنی عبادات اور اپنی تعلیمات کے ساتھ مصروف عمل ہو کر"۔

اس معاہدہ نے گویا اسلامی قانون کے ایک بے حد اہم نکتہ "ردت" کے ارتکاب کی کھلم کھلا آزادی دی ہے۔ جبکہ اسلام نے صاف صاف یہ کہہ دیا کہ اسلام میں یوں تو زبردستی نہیں جو انسان جس مذہب کو چاہے اختیار کر سکتا ہے لیکن ایک بار اگر کوئی اسلام میں داخل ہو جائے وہ دوبارہ نہیں نکل سکتا دین اسلام کی تعظیم کی وجہ سے۔

آزادی اظہار رائے میں احتیاط کی ضرورت:

اس بات میں کوئی شک و شبہہ نہیں کہ آزادی اظہار رائے ایک بہت اہم ضرورت ہے کہ جس کا انکار ممکن نہیں ہے، اور موجودہ زمانے میں مغرب نے اور ابتداء آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے اس کا خصوصی اہتمام کیا ہے اور اگر مغربی اور اسلامی آزادی اظہار رائے کو تقابلاً دیکھا جائے تو ایک بات جو بہت واضح ہے وہ یہ ہے کہ آزادی اظہار رائے اگر ہے تو مکمل طریقہ سے خواہ اس سے کسی کی دل آزاری ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو، حالانکہ اگر دیکھا جائے تو یہ براہ راست دوسرے حقوق سے متعلق ہے کیونکہ اس کا اظہار ہی دوسروں کے ساتھ ہوتا ہے۔[42]

دیگر حقوق کے ساتھ تعلق:

آزادی اظہار رائے کا بہت زیادہ گہرا تعلق ہے دیگر حقوق کے ساتھ، اور یہ اس وقت محدود کئے جا سکتے ہیں جب یہ دیگر حقوق سے متصادم ہوں، اور یہ ضروری نہیں کہ آزادی اظہار کے نام پر آپ کے ذاتی معاملات کو بھی متاثر کیا جائے، یا کسی عزت وآبرو اور دوسروں کی ساکھ کو متاثر کیا جائے، اور اس بارے میں قانونی نظام کو بعض اوقات پہچانا جاتا ہے اس اظہار رائے پر کچھ حدود و قیود لگانے سے، خاص طور پر جب آزادی اظہار رائے دوسرے حقوق اور اور دوسری آزادیوں کے ساتھ متصادم ہو، مثلاً کسی پر بہتان بازی، کسی کی ہتک عزت، فحش نگاری، فحاشی، اور جھگڑالو الفاظ ہوں۔

کچھ یورپی ممالک میں تو توہین مذہب یا گستاخی رسول ﷺ آزادی اظہار رائے کے لئے حد ہیں، مثال کے طور پر کچھ ممالک میں آپ ﷺ کی توہین کرنا آزادی اظہار کے اندر شمار نہیں ہوتا بلکہ وہ جرم سمجھا جاتا ہے، لیکن فرانس میں گستاخی رسول ﷺ کو تحفظ دیا جاتا ہے آزادی اظہار رائے کے اندر اور اس کے مرتکب کو قابل ملامت اور قابل سزا نہیں سمجھا جاتا اور اسی بنا پر وہاں آئے دن گستاخانہ خاکوں کی اشاعت معمول کی بات ہے۔[43]

اگر آزادی اظہار کے لئے حدود کی وضاحت کی بات کی جائے تو اس موقع پر جس اصول کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ ہے HARM "PRINCIPLE" یا "OFFENCE PRINCIPLE" جو کہ جان سٹارٹ مل (john Stuart mill) کی طرف سے دیا گیا ہے

کہ:

"یہ کہتا ہے کہ لوگوں کو آزاد ہونا چاہئے کچھ بھی کرنے کے لئے جو وہ چاہیں جب تک ان کا عمل کسی اور کو نقصان پہنچانے کا باعث نہ بنے"[44]۔

آزادی اظہار رائے میں احتیاط کے ضمن میں بہترین معاشرتی اصول:

اگر آزادی اظہار میں احتیاط کے معاملہ مین بہترین اصول کی بات کی جائے تو وہ اسلامی اصول ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی طرف سے آزادی اظہار کے جو اصول اور مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور جن مواقع پر انہیں ممنوع قرار دیا گیا ہے وہ ایک منتظم اور بہترین اور مثالی معاشرہ کی بنیاد کی ضامن ہیں۔

ا۔ پہلا مقصد:

آزادی اظہار رائے اس لئے ضروری ہے کہ تا کہ صاف اور سیدھی بات کہی جائے۔

آیت ہے کہ: [وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا]

ترجمہ: ایمان والوں! تم صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔[45]

2۔ دوسرا مقصد:

آزادی اظہار رائے کا ایک اور مقصد یہ ہے کہ سچی بات کہی جائے، لیکن اصول یہ ہے کہ اس سچی بات کے اظہار کے ذریعہ کسی کا مذاق اڑانے اور کسی کی توہین کرنے سے بچا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی ذاتی مقصد کے لئے سچ کے اظہار کو دبا کر کسی کا مذاق نہ اڑایا جائے، اور نا ہی کسی کی توہین کی جائے۔

آیت ہے کہ: " وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ "

ترجمہ: تم آپس میں ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ، نا ہی آپس میں ایک دوسرے کو برے القابات سے پکارو۔[46]

3۔ تیسرا اصول:

اس کا تیسرا اصول یہ ہے کہ آزادی اظہار میں کسی کو برا بھلا کہنے سے رکنا یعنی کسی کے مذہب یا کسی کے عمل کو برا نہ کہا جائے اس کا مقصد یہ ہے کہ کہیں وہ ازادی اظہار کے نام پر الٹا آپ کے مذہب کو برا بھلا نہ کہے۔

آیت ہے کہ: " وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ "۔[47]

ترجمہ: تم برا نہ کہو ان لوگوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں، کہ کہیں وہ اللہ کو عداوت کے طور پر برا نہ کہیں بغیر علم رکھے۔

4۔ چوتھا اصول:

ایک اور بنیادی اصول یہ ہے کہ اس معاملہ میں مذہبی جبر سے بچا جائے۔ اس کا مقصد واضح ہے کہ آزادی اظہار کے نام پر کسی کو زبردستی کوئی بھی دین قبول کرنے یا کسی بھی مذہب سے پھرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"لَآ اِکۡـرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (دین میں زبردستی نہیں)[48]

5۔ پانچواں اصول:

اسلام میں اظہار کی آزادی کا ایک اور اصول گستاخی رسول سے بچنا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام قطعًا اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی بھی نبی یا رسول کی توہین کی جائے۔

آیت ہے کہ:" اِنَّ الَّـذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰـہَ وَرَسُوۡلَـہٗ لَعَنَـہُـمُ اللّٰـہُ فِی الـدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ

(بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا میں)[49]

6۔ چھٹا اصول:

آزادی اظہار رائے بے شک اسلام میں جائز ہے مگر اس بات اور اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس کے نام پر دوسرے مذہب والوں سے برا رویہ نہ رکھا جائے نا ہی برے الفاظ روا رکھے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وَلَا تُجَادِلُـوۡۤا اَھۡلَ الۡكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ

(اور تم اہل کتاب سے مجادلہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو بہت اچھا ہو)[50]

7۔ ساتھواں اصول:

اسلام نے یہ مقرر کیا ہے کہ آزادی اظہار کے معاملہ میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کسی فحش اور بے حیائی کی چیز کی تشہیر نہ کی جائے۔

آیت ہے کہ: اِنَّ الَّـذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّـذِیۡنَ اٰمَنُـوۡا لَـهُـمۡ عَذَابٌ اَلِیۡـمٌ فِی الـدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَ

ترجمہ: بے شک وہ لوگ پسند کرتے ہیں مومنوں میں بے حیائی پھیلانے کو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔[51]

8۔ آٹھواں اصول:

یہ ہے کہ بغیر علم کے بات نہ کہی جائے یعنی جس بات کا علم ہو وہی بات بولی جائے، بے پر کی اور سنی سنائی باتوں کو پھیلانے سے گریز کیا جائے۔[52]

آیت ہے کہ: وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ

(جس بات کا آپ کو علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑیئے)۔[53]

آزادی اظہار رائے کے لئے اخلاقی حدود ایک اہم ضرورت:

اخلاقی حدود کی تحقیقات:

اخلاقی تحقیقات کی تعریف یہ ہے جو چیز اخلاقی طور پر قابل ستائش ہو یا قابل مذمت ہو۔

اوپر ذکر کئے گئے صفحات میں آزادی اظہار رائے کے قوانین اور دستاویزات کی وضاحت کی گئی ہے خواہ وہ مغربی طرف کے ہوں یا اسلامی طرف کے اور پھر اسلامی دستاویزات کو بہتر قرار دیا گیا جس کی وجہ یہ تھی کہ اسلام چونکہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مالک ہے لہٰذا وہ ہر اس فعل

کو جس سے اسلام کے اخلاقی اقدار کو ٹھیس پہنچتی ہو رد کر دیتا ہے اور اس کی یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہر چیز کے احکامات اور طریقے بیان کئے گئے ہیں۔[54]

تو اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مغربی آزادی اظہار رائے کی دستاویزات میں ایسی کیا کمی اور کوتاہی ہے کہ جنکی وجہ سے انکو کامل قرار نہیں دیا جاسکتا اور ان کو دور کرنے کے کیا کیا طریقہ کار ہوسکتے ہیں؟ تو اس پر بات کرنے سے پہلے Udhr کے بارے میں ایک مشہور مفکر کا کہنا ہے کہ:

"اقوام متحدہ کی یہ دستاویز جس کو Udhr سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ ایک انسانی آرزوؤں اور خواہشات کو خوبصورتی سے دی گئی لفاظی ہے اور اس کو کسی بھی طرح اخلاقی اور قانونی یا کامل مختیار کار کی طرف سے نہیں سنبھالا گیا اس کو تاکیدی قرار دیا گیا تھا مگر اقوام متحدہ کے پاس اس کو مستحکم کرنے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔"[55]

پہلی خرابی:

تو اس کی بنیادی وجہ اس کا سبب بنتا ہے توہین مذہب کا۔ مطلب یہ کہ ان دستاویزات میں ایسی کجی ہے کہ جسکے ذریعہ سے توہین مذہب کو راستہ مل سکتا ہے اس کے اندر جانے کا۔

توہین اور توہین مذہب کی تعریف:

توہین کا مفہوم یہ ہے کہ "ہر وہ قصدی گفتگو جو جھوٹ پر مبنی کر کے لکھی یا بولی گئی ہو اور اس سے کسی انسان کی عزت کم یا خراب ہوتی ہو یا کسی شخص کی نفسیات کو خراب کرتی ہو یا وہ گفتگو کسی شخص کے خلاف جارحانہ انداز کا اظہار کرتی ہو تو یہ توہین ہے"۔[56]

اگر یہ توہین کسی مذہب یا کسی عقیدے کے خلاف ہو یا کسی مقدس مذہبی ہستی کے خلاف ہو تو اسے توہین مذہب کہتے ہیں۔[57]

تو وضاحت یہ ہے کہ اگر تمام مغربی دستاویزات پر نظر ڈالی جائے تو کہیں نہ کہیں ہلکا سا شائبہ لفظ مذہب کا بھی دکھائی دیتا ہے مگر یہ واضح رہے کہ اقوام متحدہ کے ذریعہ جو قراردادیں منظور کی گئیں اس میں مذہب کے لئے "religion" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اس بات کی قطعاً وضاحت نہیں ہے کہ دراصل لفظ religion" ان کے نزدیک ہے کیا؟ کیونکہ یہ لفظ جسکا ترجمہ "مذہب" سے کیا جاتا ہے اس کا معنیٰ اسلامی عرف میں تو بالکل واضح ہے اور اس لفظ کا اطلاق جن جن چیزوں پر ہوتا ہے وہ بھی واضح ہے لیکن مغرب کے ہاں اس لفظ کا اطلاق کس چیز پر ہوتا ہے یہ بالکل غیر واضح ہے۔

مذہب:

ہمارے ہاں مذہب کا مترادف دین ہے جبکہ مغرب کی طرف سے لفظ دین کا مطلب قوانین ہیں۔

اسلام میں دین صرف عقیدہ نہیں بلکہ نظام ہے خواہ سیاسی ہو، معاشرتی ہو یا معاشی ہو لہٰذا اس کی وضاحت ضروری تھی۔

ڈاکٹر مہاتیر کہتے ہیں کہ:

"آزادی اظہار رائے کے متعلق مغرب دوسری اقوام کے ساتھ منافقانہ روش اختیار کرتا ہے کہ اگر اسلامی تضحیک پر مبنی فلم کی تشہیر کی جائے تو اسے آزادی اظہار رائے قرار دیا جائے لیکن دوسری طرف کیمبرج کی

ایک ڈچ خاتون کی فحش تصاویر کو اگر اخبارات میں جگہ دے دی جائے تو فرانسیسی عدالت یہ حکم لگاتی ہے کہ اس کی اشاعت روکی جائے تو چیز ایک خاتون کے لئے ناجائز تھی وہ مسلمانوں کی مذہبی ہستی کے لئے جائز تھی۔ [58]

☆دوسری خرابی:

اگر مطلق آزادی اظہار رائے کو جائز قرار دیا جائے تو یہ عوامی طور پر اذیت دینے والی گفتگو کا باعث بنے گی جو کہ اخلاقی طور پر بے انتہا نامناسب ہے۔ [59]

اس پر حد کی صورت:

اپنی گفتگو سے اپنے مخاطب کو اذیت دینا دراصل سامنے والے کے دل میں منافرت اور احساس کمتری کے جذبات کو پیدا کرنا ہوتا ہے اور اس پر حد لگانے کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ اگر کسی کے منہ پر کوئی جھوٹا الزام لگایا جائے تو اسے قابل تعزیر سمجھا جائے نا کہ اسے آزادی اظہار رائے کے لبادہ میں لپیٹ دیا جائے اور اسی کے ذیل میں ذرائع ابلاغ پر بھی حدود کی ضروعت واضح ہوتی ہے۔ ہاں مگر قطع نظر اس کے کہ اگر وہ سچ اور انصاف کی تشہیر کریں تو اس کا معاملہ الگ ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ اس کے ذیل میں اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی کسی گناہ کا مرتکب ہے تو اس کو لوگوں کے سامنے زیادہ سے زیادہ شرمندہ کیا جائے تو یہ غلط ہے اس وقت جبکہ وہ عادی مجرم نہ ہو بلکہ خطاً یہ گناہ سرزد ہو گیا ہو، کیونکہ آپ ﷺ نے اس بارے میں فرمایا کہ:

> "تم اپنے بھائی کو کسی ایسے گناہ کا طعنہ مت دو جو وہ ماضی میں کر چکا ہے کہ کہیں اللہ اس کو تو معاف کر دے اور تمہیں اس گناہ میں مبتلا کر دے"۔

تیسری خرابی:

آزادہ اظہار رائے کے متعلق دستاویزات میں مطلق آزادی دی گئی خواہ وہ زبان کے ذریعہ ہو، یا لکھنے کے ذریعہ ہو یا چھاپنے کے ذریعہ ہو تو اس کے اندر جو برائی سب سے زیادہ صادر ہوتی ہے وہ ہے "غیبت"۔

غیبت کی تعریف: یہ ہے کہ اپنے بھائی کے پیٹھ پیچھے اس کا اس طرح تذکرہ کرنا جس کو وہ ناپسند کرے"۔ [60]

تو امام غزالیؒ کے نزدیک یہ صادر ہوتی ہے منہ اور اشاروں اور راز فاش کرنے کے ذریعہ سے اور اظہار ائے کے کسی بھی ایسے طریقہ سے جو کہ دوسروں کی توہین اور تذلیل پر مبنی ہو۔

اس پر حد کی صورت:

اس میں بھی اس مرتکب کو کسی نہ کسی تعزیر کا مستحق سمجھنا چاہئے۔

☆ درج ذیل چیزوں کو آزادی اظہار رائے کے ناجائز استعمال کے ذیل میں لا کر اس پر مواخذہ جاری کرنا چاہئے۔

1۔ دوسروں کو ضرر پہنچانا۔

2۔ بغاوت کرنا۔

3۔ اگر وہ بد خلقی اور خصومت پر مبنی ہو۔

4۔ اگر وہ اظہار کسی قسم کی بدعت پر مبنی ہو۔

5۔ کسی کی ذاتیات کو متاثر کرنے والی ہو۔

6۔ دوسروں کے عیوب کو کھولنے والی ہو۔ [61]

تجزیہ:

مذکورہ بالا تحقیقی آرٹیکل جو کہ اس مقصد کے پیش نظر لکھا گیا تھا کہ ان دستاویزات پر ایک نظر ڈالی جائے کہ جس کی آڑ میں توہین رسالت ﷺ اور توہین مذہب کے مذموم کام کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ الگ حقیقت ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کے حق میں ہے ان کے علاوہ اگر دیگر مذاہب یا کسی مخصوص فرقہ کو اگر ایسی کسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے تو اس کو اس سلوک کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بلکہ اس کا ارتکاب کرنے والے کو قرار واقعی سزا دی جاتی ہے، تو اس اعتبار سے مسلمانوں کو یہاں بھی منافقت اور دوہرے رویہ کا سامنا ہے۔ اس اعتبار سے اس موضوع کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ اس کا جیتا جاگتا ثبوت وہ کارٹون ہیں جن کی نمائش کی گئی فرانس میں جس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ:

مشہور جریدے "دی گارڈین" کی رپورٹ کے مطابق:

> پیٹی نامی ایک 47 سالہ استاد نے اپنے اسکول کی ایک بحث میں جو کہ آزادی اظہار رائے کے متعلق تھی اس میں آپ ﷺ کی گستاخانہ تصاویر (نعوذ باللہ) کے ساتھ جو کہ اس کی بنائی ہوئی تھیں اس کو پیش کیا جس پر ایک 18 سالہ لڑکے جس کا نام عبداللہ انزوروتھا نے اس کا سر قلم کر دیا، اس پر اس کو فوری قتل کر دیا گیا تھا، اور پیٹی کو اعلیٰ ترین اوارڈ سے نوازا گیا اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرانس کے صدر عمانویل میکرون کا کہنا تھا کہ:

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اس وقت پوری دنیا میں بحران کا باعث ہے۔

اس پر عالمی طور پر شدید احتجاج کا سلسلہ شروع ہوا، اور مختلف ممالک کی طرف سے فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع ہوا تو اس پر فرانس کے وزیر خارجہ کا کہنا تھا کہ:

> اس طرح کے مطالبات اور بائیکاٹ اس کردار کو بگاڑ سکتے ہیں جو کہ فرانس نے اختیار کر رکھا ہے عمل کی آزادی، اظہار رائے کی آزادی، مذاہب کی آزادی اور نفرت انگیز بیان کو رد کرنے کے حق میں۔، اور مزید اضافہ کرتے ہوئے فرانسیسی صدر نے بیان دیا کہ: ہماری ایک لمبی تاریخ ہے شدت پسندی اور انتہا پسندی کے خلاف لڑنے کی اور ہم یہ لڑائی جاری رکھیں گے۔" [62]

یہ چیزیں اور اس جیسی بہت سی چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے لئے برابری کے حقوق تو ہیں مگر صرف میڈیا اور دکھاوے کی حد تک، حقیقی زندگی میں وہ مسلمانوں سے ویسی ہی منافرت رکھتے ہیں جیسی کہ قرآن واضح کر چکا ہے کہ: "یاایها الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاریٰ اولیاء،بعضهم اولیاء بعض"

(اے ایمان والو! تم یھود اور نصاریٰ کو دوست نا بناؤ ، وہ لوگ بعض بعض کے دوست

ہیں)۔القرآن۔[63]

نتائج:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج کل کے جدید اور ترقیاتی دور میں سب سے آسان کام دوسروں پر تنقید اور ان کے جذبات کو مجروح کرنا ہے خاص کر دوسروں کے مذہب اور ان کے مذہبی عقائد کے متعلق، اور اس کا سب سے زیادہ شکار بلاشک وشبہ اسلام ہے، اگر اسکی وجوہات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ چونکہ اسلام ایک ایسا اعتدالی مذہب ہے کہ نا اس میں دوسرے مذاہب جیسی افراط ہے اور نا ان جیسی تفریط، اور اسلام اپنے پیروکاروں کے لئے بھی اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے لئے بھی آسانیاں پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے ہر انسان خود کو اس قابل سمجھ لیتا ہے کہ وہ اسلام پر اور اس کی تعلیمات پر باآسانی تنقید کر سکتا ہے، اور یہی بے فکری سبب بنتی ہے توہین مذہب اور توہین رسالت کا، حالانکہ دنیا کا کوئی قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کے مذہبی جزبات کو مجروح کرے تو اس سلسلہ کو اس طرح سنبھالا گیا کہ کسی بھی مذہبی شخصیت یا کسی بھی مذہب کے بارے میں اگر کوئی بھی انسان خاص کر مغرب میں رہنے والا اگر کچھ کہتا ہے تو یہ اس کا حق آزادئی اظہار رائے ہے اور یہ بنیادی انسانی حقوق میں سے ایک اہم حق ہے لہذا اس اعتبار سے وہ بالکل بھی قابل مواخذہ نہیں ہے۔ تو اب اس امر پر غور کرنے کی ضرورت تھی کہ آیا انسانی حقوق کی دستاویزات یا قوانین میں ایسی کوئی بھی شق نہیں تھی کہ جو مذہب کا تحفظ کر سکتی ؟ تو اس مقصد کے لئے عالمی سطح پر مرتّب کئے گئے کچھ دستاویزات کا مطالعہ کر کے اس کے اہم اور چیدہ پہلو اس مقالہ میں شامل کئے گئے۔ اور چونکہ یہ بات مسلم ہے کہ اسلام ایک کامل اور مکمل مذہب ہے تو یہ سوال بھی پیش نظر تھا کہ کیا اسلام نے اس حوالہ سے کیا بات اور کیا ارشادات وضع اور مرتّب کئے تو اس پہلو پر بھی کام کیا گیا اور اسلامی ممالک کی عالمی سطح پر جو تنظیم ہے اس کا عمل اور ردعمل کیا تھا اقوام متحدہ کی ان دستاویزات پر ان کو بھی قلم بند کیا گیا اور اس کا مکمل مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتائج سامنے آئے کہ:

مذکورہ بالا مقالہ کے نتائج درج ذیل ہیں:

- آزادی اظہار رائے کے متعلق اگرچہ مغربی طرف سے کچھ قوانین بنائے گئے ہیں مگر مذہب کے حوالے سے کافی گنجلکی پائی جاتی ہے۔
- آزادی اظہار رائے کی مغربی دستاویزات میں فساد کا عنصر نظر آتا ہے یعنی اس میں فساد اور انتشار کا اندیشہ ہو۔
- آزادی اظہار رائے کے متعلق اسلام کافی کچھ تفصیلاً پہلے ہی بتا چکا ہے۔
- اسلامی موقف اللہ تعالی کی طرف سے ہے جس میں ردوبدل کی کوئی گنجائش نہیں جبکہ مغربی موقف انسانوں کی طرف سے ہے جس میں تبدیلی کا اندیشہ ہے۔
- آزادی اظہار رائے کے متعلق اسلامی موقف امن وامان کے اعتبار سے بہترین اور کامل ہے۔
- اگر مغربی آزادی اظہار رائے پر کچھ حدود کا نفاذ کر دیا جائے تو اس میں بھی بہتری آسکتی ہے۔

تجاویز اور سفارشات:

اس مقالہ کو پیش کرنے کے بعد درج ذیل تجاویز پیش خدمت ہیں:

- سب سے پہلی تجویز عوام الناس کے حق میں ہے کہ اگر ہم بحیثیت مسلمان ان تعلیمات اور قوانین پر عمل کریں جو ہمارے پاس آپ ﷺ کی طرف سے وارد ہوئیں ہیں تو یقیناً آج ہماری وہی عزت اور وقار ہو جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھا اور کسی انسان کو آپ ﷺ اور اسلام کی شان میں گستاخی کرنے کی جرات تک نہ ہوتی۔
- حکومت وقت سے گزارش ہے کہ وہ وہ تمام اقدامات اختیار کریں جو اسلامی وقار میں عزت کا باعث بنیں۔
- تمام اسلامی ممالک سے گزارش ہے کہ وہ اپنے تمام اختلافات بھلا کر عالمی سطح پر یکجہتی کا مظاہرہ کریں۔
- اور تمام اسلامی ممالک کو ہر وہ قدم اٹھانا چاہئے ہے کہ جن سے ان مذموم امور کا سدباب کیا جا سکے۔
- اور عالمی سطح پر ایسے شدید ردعمل کا مظاہرہ تمام ااسلامی ممالک کو کرنا چاہئے ہے کہ کوئی بھی یہ جرات نہ کر سکے اور اس کے مرتکب کو قرار واقعی سزا دی جائے۔
- اور اسلامی ممالک کو مغربی ممالک کے ساتھ بات چیت کر کے یا دوٹوک ردعمل کا مظاہرہ کر کے آزادی اظہار رائے پر حدود کا تعین کرنا چاہئے اور نہ ماننے پر قطع تعلقی سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے ہے.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 http://www.duhaim.org./legal dictionary/freedom of expression.

2 http://www.newworldencyclopedia.org/freedom of speech/ riaz ahmed saeed,Quranic concept of freedom of expression.

3 Mc grew-hill(Ed) the catholics encyclopedia, the catholic university of America ,Washington dc ,1966,V:6,pp:122.

4 Al-Eili, Dr.abdul hakeem Hassan, Al-hurrayat Al- Ammah, Darul fikr Al-Arabi, Beirut,1983,pp:466.

5 David H.baily, public liberties, Chicago:rand, Mc –nally, 1964,pp:27.

6 http://www.wikipedia.com/limitations on freedom of expression.

7 Riaz ahmed saeed,Quranic concept of freedom of expression, Al-Qalam:june 2013.

8 القرآن: سورۃ البقرۃ: ۳۱:۱

9 Dr Abdullah bin abdul-mohsin al-turki,islam and human rights.25/7/12.http://www.islamhouse.com.

10 Abu A'ala maududi, human rights in islam,(London, Nairobi, kano :Islamic

foundation, 1983) 15.

[11] القرآن: بنی اسرائیل: ۱۷: ۷۰۔

[12] Abdullah Al-ahsan,law religion and human dignity in the muslim world today:An Examination of OIC's cairo declaration of human rights.journal of law and religion 24(2), 569-597, 2008.

[13] القرآن: ۳: ۱۰۳۔

[14] W.montgomery Watt,the majesty that was islam, the Islamic world 661-1100.

[15] Abdul Hamid,A Abusulayman, crisis in the muslim mind.

[16] Muddathir Abd al Rahim,human rights and the world's major religions, volume :three,the Islamic tradition:edited by William H.brackney,Westport,conn..: praeger,2005.299..

[17] مولانا حامد انصاری، اسلام کا نظام حکومت، مکتبہ الحسن، ص: ۱۱۲۔

[18] عبد الجبار شاکر، توہین رسالت اور مغرب، ماہنامہ الدعوۃ،ا: ۱۴(۲۰۰۸) : ۱۳۔

[19] Riaz ahmed saeed, "exploration of freedom of expression in islam and west:its relation with blasphemy and religious defamation, journal of Islamic thoughts and civilization,V:6,issue,1:spring:2016.

[20] القرآن: ۲۹: ۴۵۔

[21] سلیمان ابو داود بن الاشعث، سنن ابو داؤد، (ریاض: دار السلام)، حدیث نمبر: 4334۔

[22] عبداللہ بن حسین البیہقی، سنن الکبری۔ (بیروت: دار الکتاب العلمیۃ، 2003) حدیث نمبر: 7583۔

[23] Ali Muhammad bhat, "freedom of expression from Islamic perspective". journal of media and communication studies,2014,6(5),pp:69-77.

[24] القرآن: 4: 95۔.

[25] Abu A'ala moududi, " human rights in islam" the Islamic foundation UK,London,1980,pp:7-22.

[26] http://www.wikipedia.com/limitations on freedom of expression.

[27] International standards on freedom of expression.

[28] European convention on human rights,(Strasbourg:councilof Europe,1998), article no:10:11.

[29] Riaz ahmed saeed, "Exploration of freedom of expression in islam and west" journal of Islamic thought and civilization.

[30] Barian duignan, the US constitution and constitutional law,(new york:Britannica,inc:2013,15.

[31] International standards of freedom of expression.

32 International standards of freedom of expression.

33 Evans Malcolm and murry Rachel, the African charter of human and people 's rights 1981,(UK,cambridge university press,2008),article no:9:231.

34 International standards of freedom of expression.

35 Abdullah al- ahsan. "law, religion and human dignity in the muslim world today:An examination of OIC's cairo declaration of human rights". journal of law and religion 24(2), 569-597, 2008.

36 Abdullah al-ahsan, "law, religion and human dignity in the muslim world today:An examination of OIC's cairo declaration of human rights". journal of law and religion 24(2), 569-597, 2008.

37 Adam hamisi Mwamburi & abdul ghafar olawale fahm. "islam and human rights with special refrences to the universal human rights and the cairo declaration of human rights".journal syariah 26(1), pp:123-140, 2018.

38 Adam hamisi & Abo fahm,islam and human rights with special refrences to the universal human rights and the cairo declaration,journal of syriah 26(1),pp:123-140, 2018.

39 Adam & ABO ,islam and human rights,

40 Jallow AY, "freedom of expression from the Islamic perspective", journal of mass communication & journalism, (2015),5:10.

41 القرآن: ۲۸۵:۱۔

42 http://www.wikipedia.com /limitations on freedom of expression.

43 http://www.wikipedia.com /limitations on freedom of expression.

44 http://ethics.org.au. By ethics centre, 27-october-2016.

45 القرآن: 33:70

46 القرآن: ۱۱:۴۹۔

47 القرآن: ۱۰۸:۶۔

48 القرآن: ۲۵۶:۱۔

49 القرآن: ۵۷:۳۳۔

50 القرآن: ۴۶:۲۹۔

51 القرآن: ۱۹:۲۴۔

52 Riaz ahmed saeed, "Quranic concept of freedom of expression", journal Al-Qalam,june.

53 القرآن: ۳۶:۱۷۔

[54] Muhammad hashim kamali, "Ethical limits on freedom of expression with special refrence to islam",CILE journal,spring:2014.

[55] Abdul qadeer khan,Pakistan studies, national book foundation,Islamabad, 2011

[56] http://legal-the freedictionary-com /defamation.

[57] ایوب مدثر، مرآۃالعارفین،آزادی اظہار رائے کے قواعد و ضوابط سیرت طیبہ کی روشنی میں اور جدید دور کے تقاضے۔ دسمبر:2018

[58] Dr Mahathir muhammad's speech at the rafik Hariri UN-habitant memorial lecture,September 18,2012.

[59] Muhammad hashim kamali,Ethical limits on freedom of expression with special refrence to islam.

[60] Hashim kamali, ethical limits on freedom of expression with special refrence to islam.

[61] Hashim kamali, ethica limits on freedom of expression ازاید with special refrence to islam.

[62] Willsher,kim, "anger spreads in Islamic world after macrons backing for Muhammad cartoons", "the Guardian",Monday, 26,October,2020.

[63] القرآن، 5:51